تفاسیر ماثورہ کا تاریخی ارتقاء

☆حافظ محمد طارق

ABSTRACT:

This article discusses about the institution of Tafseer and Evolution in Islam. The Holy Prophet (peace be upon him) is the excel and the central personality, who leads and guides the all mankind. Quran gives us the rules and tells us the right path when the Holy Prophet (peace be upon him) performed the practical application of Islam. After the Holy Prophet (May peace be upon him) many worth full scholars tried to interpret the Quranic verses. This article reflects the short brief of the different interpretation of Holy Quran.

تفاسیر ماثورہ کا تاریخی ارتقاء

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی تنزیل کی اور اس کی بڑی حد تک تشریح وتوضیح کر دی لیکن پھر بھی جو باتیں قابل وضاحت رہ گئیں ان کی وضاحت کے لئے مفسر مقرر کر دیا۔

قرآن مجید کے مفسر اول حضور اکرم ﷺ اور پہلی تفسیر حدیث رسول اکرم ﷺ ہے آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی قولاً وعملاً قرآن کی مکمل تفسیر بیان کر دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم أیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ۔(۱)

(بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا مومنین پر احسان عظیم ہے کہ اس نے خود انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو کہ ان پر اللہ تبارک کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے)۔

تعلیم کتاب وحکمت سے مراد یہ ہے کہ جو باتیں اس میں قابل تشریح وتفصیل ہیں آپ ﷺ ان کی تشریح فرمادیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون۔(۲)

(ہم نے تمہاری طرف قرآن مجید اس لئے نازل کیا کہ تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کر دے تاکہ وہ اس میں غور وفکر کریں)۔

☆اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ایس ای کالج بہاول پور، پاکستان

قرآن کی تفسیر وتشریح محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریوں میں سے ایک تھی چنانچہ آپ کو حکم ہوا۔

انّا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما أرٰک اللّٰه۔ (۳)

(ہم نے آپ کی طرف اس لئے قرآن مجید اتارا تا کہ آپ اپنی صوابدید کے مطابق لوگوں میں فیصلے کریں)۔

قرآن مجید ایک کتاب ہدایت ہے جس کا مقصد انسان کو اس راستہ کی طرف دعوت دینا ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون۔ (۴)

(اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا کہ تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کردے تا کہ وہ اس میں غور وفکر کریں)۔

قرآن مجید رسول اللہ پر ایسے زمانے میں نازل ہوا جب افق عالم پر کفر وشرک اور ضلالت وگمراہی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ سابق انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں ایسے میں حق تعالیٰ نے نبی آخر الزمان ﷺ کو اپنی کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ مبعوث فرما کر اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔ علم تفسیر کا مشہور قاعدہ ہے "**القرآن یفسر بعضه بعضاً**" (۵) (قرآن کے بعض حصے دوسروں کی تفسیر کرتے ہیں)۔

قرآن مجید تدریجاً آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطالب کھول کھول کر بیان کرتے۔ حضور ﷺ خود مجسم قرآن تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد حدیث میں ہے کہ "کان خلقه القرآن" (۶) آپ کا قول وفعل اور تقریر قرآن کی شرح وتفسیر کی حیثیت رکھتا ہے)

امام زرکشیؒ لکھتے ہیں کہ سنت قرآن کی شارح اور وضاحت کرنیوالی ہے

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"الا انی اوتیت القرآن ومثله معه یعنی السنة"۔ (۷)

(بے شک مجھے قرآن اور اس جیسی یعنی سنت دی گئی)۔

قرآنی آیات کے فہم میں صحابہ کرام ؓ کو جب مشکلات پیش آتیں تو آپ ﷺ نے ان کی توضیح فرما دیا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ ایسی توضیحات دوسرے صحابہؓ تک منتقل کر دیتے تھے۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فمن یرد اللّٰه أن یهدیه یشرح صدره للاسلام۔ (۸)

(اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں)۔

کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا کہ شرح صدر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے اپنے قول مبارک سے اس کی تفسیر یوں فرمائی۔

"نور یقذف به فیشرح"۔

(یہ ایک نور ہے جو مومن کے دل میں ڈالا جاتا ہے جو اس کی شرح کرتا ہے)۔

اور اس کی علامت یہ بتائی:

الانابة الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت۔(۹)

(اخروی زندگی کی طرف رغبت، دنیاوی زندگی سے بے رغبتی، موت سے پہلے موت کی تیاری)

ابن تیمیہ نے صراحت کی ہے۔

ان النبی ﷺ بین لأصحابه تفسیر جمیع القرآن أو غالبه۔(۱۰)

(آنحضرت نے صحابہ کرامؓ کو تمام قرآن یا اس کے اکثر حصہ کی تفسیر بیان کردی تھی)۔

آپ ﷺ نے اپنے اقوال کے علاوہ اپنے افعال سے بھی قرآن کی تفسیر فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے افعال کی اتباع کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة۔(۱۱)**

(بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے)

مثلاً: قرآن مجید میں بار بار اقیموا الصلوة و اتوا الزکوة کا حکم آیا ہے لیکن کیفیت کا ذکر قرآن مجید میں صراحت سے نہیں ملتا۔ آنحضور ﷺ نے اپنے فعل مبارک سے اس کی تشریح فرمائی۔ لہذا قرآن مجید متن ہے اور آپ کا فعل اس کی تشریح ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کا رواج زمانہ رسالت مآب ﷺ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ سے تفسیری روایات مروی ہیں جن صحابہؓ سے زیادہ مرویات ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ۔

تفسیر عہد صحابہؓ میں:

جب حضور علیہ الصلوة السلام اس دنیائے فانی سے ۱۱ ھ میں رحلت فرما گئے تو خالص صحابہؓ کا دور شروع ہو گیا۔ حضور ﷺ کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

قبض النبی ﷺ وترک مائة ألف واربعة عشر ألف من الصحابة۔(۱۲)

(جب آنحضرت ﷺ نے وصال فرمایا تو اس وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے)۔

تقریباً سب ہی محدث ومفسر تھے معروف صحابہؓ جن کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب ہے مصنفین نے ان کے حالات زندگی قلم بند کیے ہیں۔ صحابہ تفسیر قرآن میں اتباع رسول پر سختی سے عمل کرتے تھے اور بلا سوچے سمجھے قرآن کے ایک لفظ تک کا مفہوم بیان نہ کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ عموماً قرآن کی تفسیر وتشریح میں شدت کے ساتھ احتیاط برتتے تھے کیونکہ احادیث میں تفسیر بالرائے سے متعلق جو وعید آئی ہے اس کا انہیں دھڑکا لگا رہتا تھا لیکن احساس فرض اور تمدنی ضرورویات کی بناء پر صحابہؓ کی ایک تعداد ایسی تھی جو قرآن کی تفسیر وتشریح کرتی تھی لیکن ان کی تفسیروں کا زیادہ تر تعلق ان آیات سے تھا جو امرونہی پر مشتمل ہیں۔

قرآنی آیات کے فہم میں صحابہؓ کو نزول آیات کے اسباب اور موقع کے لحاظ سے آیات کا مقتضی نبی ﷺ سے منقولات کے ذریعے معلوم ہو جاتے تھے۔

صحابہ کرامؓ سے کثیر التعداد تفسیری روایات مروی ہیں۔ چنانچہ احادیث کی تقریباً سب معتبر کتابوں میں تفسیر قرآن کا باب ملتا ہے۔ تاہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر "**تنویر المقباس**" کو اولین تفسیر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تفسیر ابن عباس کا نسخہ امام احمد بن حنبلؒ کے زمانہ میں مصر میں موجود تھا۔

چنانچہ ابوالخیر طاش کبریٰ زادہ لکھتے ہیں۔

واعتمد علی هذه النسخة البخاری فی صحیحه فیما نقله عن ابن عباس۔ (۱۳)

(امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اسی ابن عباسؓ سے روائتیں کی ہیں)

حدیث میں آتا ہے: **خذوا القرآن من أربعة من عبدالله رضی اللہ عنہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وسالم رضی اللہ عنہ ومعاذ رضی اللہ عنہ وابی بن کعب رضی اللہ عنہ** (۱۴)

(قرآن چار لوگوں عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ، معاذؓ اور ابی بن کعبؓ سے سیکھو)۔

خلفاء اربعہ میں سے زیادہ روایات حضرت علیؓ سے منقول ہیں حضرت علیؓ کا علم تفسیر میں کیا مقام ہے اس کا اندازہ حضرت ابوطفیلؓ کی روایت سے ہوتا ہے۔

ایک روز خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا:

سلونی فوالله لا تسألون عن شئ الا أخبرتکم وسلونی عن کتاب الله فوالله ما من أية الا وأنا اعلم أبليلٍ نزلت أم بنهارٍ أم فی جبل أم فی سهلٍ۔ (۱۵)

(تم مجھ سے پوچھو! تم جس چیز کے متعلق پوچھو گے میں تمہیں بتادوں گا مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ رات کو اتری یا دن کو پہاڑ پر نازل ہوئی یا میدان میں)۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے:

واللہ ما نزلت أیة الا وقد علمت فیم نزلت وأین نزلت ان ربی وھب لی قلباعقولاً ولساناً مسئولاً۔(۱۶)

(خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں اتری مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں اتری اور کہاں اتری بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا عاقل قلب عطا کیا ہے اور لسان بہت زیادہ تحقیق وجستجو کرنیوالی)۔

خلفاء اربعہ کے بعد تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کا درجہ ہے۔ آپ آنحضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ مصاحبت کا جو زمانہ پایا تھا اگرچہ عہد طفولیت کا تھا اس کے باوجود آپؓ کو تفسیر میں خاص مقام حاصل ہے اور اکابر صحابہؓ بھی تاویل قرآن کے بارے میں آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ اس کے لئے جہاں تک ظاہری اسباب کا تعلق ہے یعنی تحصیل علم اس میں بھی آپ ﷺ نے پوری جدوجہد کی آپؓ سے سوال کیا گیا کہ آپؓ نے علم کیسے حاصل کیا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا:

"بلسان مسئول وقلب عقول"(۱۷)

(پوچھنے والی زبان اور سمجھنے والے دل سے)۔

ان کی تفسیری خدمات میں روحانی سبب کو بھی بڑا دخل تھا اور وہ آنحضرت ﷺ کی دعا کا اثر تھا جو آپ ﷺ نے ابن عباسؓ کے لئے تاویل قرآن کے بارے میں فرمائی تھی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ضمّنی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللھم علمہ الحکمة وتاویل الکتاب(۱۸)۔

(رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ ملایا اور دعا فرمائی ''اے میرے اللہ اس کو تفسیر کا علم سکھا دے اور دین کے بارے میں سمجھ عطا فرما)۔

حضرت عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ کو اپنے پاس بلاتے اور اپنے قریب کر لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک دن انہوں نے تمہیں اپنے پاس بلایا۔ تمہارے سر پر دست شفقت رکھا پھر اللہ سے دعا کی اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ اس میں برکت دے اور اس کے علم کو پھیلا۔ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ تشریف لاتے تو حضرت عمرؓ فرماتے۔

نعم ترجمان القرآن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وکان اذا أقبل یقول عمر رضی اللہ عنہ جاء فتی لکھول وذواللسان مسئولٍ والقلب العقول۔(۱۹)

(عبداللہ بن عباسؓ قرآن مجید کے اچھے ترجمان ہیں ایک ایسے نوجوان ہیں جو تجربہ، فہم وفراست میں پختہ سن ہیں بہت سوال کرتے ہیں۔ بڑے ذکی ہیں اور عاقل قلب کے مالک ہیں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھا کہ اکابر صحابہؓ جب کسی تفسیری نکتہ کے متعلق اختلاف کرتے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول فیصل قرار دیا جاتا۔

چنانچہ ابن کثیرؒ لیثؒ بن سلیم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے طاؤسؒ سے پوچھا:

لم لزمت ھذاالغلام یعنی ابن عباس و ترکت الاکابر من الصحابہ رضی اللہ عنہم۔ قال انی رأیت سبعین من الصحابۃ اذاتماروفی شئ صاروالی قولہ۔(۲۰)

(تم اس لڑکے یعنی ابن عباس کی خدمت میں کیوں رہتے ہو اور اکابر صحابہؓ کی صحبت ترک کر دی تو انہوں نے کہا میں نے ستر صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی چیز میں شک کرتے تو اسکے قول کی طرف رجوع کرتے)۔

اسی وجہ سے آپؓ ترجمان القرآن اور حبر الامۃ کے نام سے موسوم ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے سب سے زیادہ روایات آپؓ سے منقول ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص اور **السابقون الاولون** میں شامل ہیں۔ آپ کو ہجرتین کا شرف حاصل ہے۔ تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے خادم خاص ہونے کی وجہ سے شب وروز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اجازت دے رکھی تھی کہ ہمہ وقت پیغمبر خدا کی گفتگو سن سکتے تھے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

انک علی ان ترفع الحجاب وتسمع موادی حتی انھاک۔(۲۱)

(تم پردہ اٹھا کر اندر آسکتے ہو اور ہماری ہر بات سن سکتے ہو یہاں تک کہ میں خود روک دوں)۔

عہد تابعین:

تابعین صحابہ کرامؓ کے شاگرد تھے عہد تابعین میں تفسیری مدارس میں تین مدرسے سب سے زیادہ مشہور اور مقبول ہوئے۔ ان میں سے ایک مدرسہ مکہ معظمہ میں تھا جس کے سربراہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے۔ تفسیر کے سب سے زیادہ علماء اہل مکہ میں سے تھے جن کو ابن عباس سے شرف تلمذ حاصل ہے ان حضرات میں عکرمہؒ، عطا بن ابی رباحؒ، مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ اور طاؤس رحمہم اللہ علیہم زیادہ مشہور ہیں

آج متاخرین حضرات کی تفسیری کتب انہی حضرات کی تفسیری روایات سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

تفسیر کا دوسرا مرکزی مدرسہ کوفہ تھا جہاں عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ کے فرمان کی تعمیل میں یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان حضرات میں سب سے زیادہ مشہور اسودؒ بن یزید، ابراہیم النخعی، علقمہؒ بن قیس اور امام شعبیؒ ہیں۔

تفسیر کا تیسرا مرکز مدینہ منورہ تھا۔ جہاں حضرت زید بن اسلمؒ اپنے اصحاب کو تفسیر قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپ کے اصحاب میں عبدالرحمنؒ بن زید اور مالکؒ بن انس زیادہ مشہور ہیں۔

تاریخ میں عہد تابعین کی چھ تفسیروں کا نشان ملتا ہے جو اب تمام کی تمام ناپید ہو چکی ہیں انکی روایات متاخرین کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ (۲۲)

عہد تابعین کی سب سے پہلی تفسیر حضرت سعیدؒ بن جبیر کی تفسیر ہے جسے آپ نے عبدالملک بن مروان کی فرمائش پر لکھا۔ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

کان عبدالملک بن مروان کتب یسأل سعید بن جبیر ان یکتب الیه تفسیر القرآن فکتب الیه۔ (۲۳)

(عبدالملک بن مروان نے سعیدؒ بن جبیر کے پاس لکھ بھیجا کہ اس کے لئے قرآن مجید کی تفسیر لکھیں چنانچہ انہوں نے اس کے پاس لکھ کر بھیج دی)۔

کچھ عرصہ بعد یہ تفسیر عطاء بن دینارؒ نے شاہی خزانے سے حاصل کر لی تھی اور اسے دیکھ کر حضرت عطاء براہ راست حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت کرنے لگے۔ (۲۴)

دور تابعین میں اسلام دور دراز کے ملکوں تک پہنچ چکا تھا۔ اور مبلغین اسلام وقرآن ہر علاقے میں پھیل گئے تھے۔ اسلامی مملکت کے رقبہ کے وسیع تر ہو جانے کے سبب معاشرتی، معاشی اور سیاسی نوعیت کے بہت سے پیچیدہ مسائل ابھر رہے تھے یہ گوناں گوں مشکلات تھیں جن سے تابعین کو عہدہ برا ہونا تھا۔ ان کی کوشش یہی تھی کہ ان تک صحابہؓ کے ذریعے جو کچھ پہنچا ہے اسے ہی بیان کرنے پر اکتفا کریں۔

اس عہد میں تفسیر کا طرز یہ تھا۔ آیت کے ساتھ اس آیت سے متعلق حدیث کو بیان کیا جاتا پھر اس آیت سے متعلق اگر کسی صحابی یا تابعی کبیر کا قول منقول ہوتا تو اس کا ذکر کیا جاتا اس عہد کی تفسیروں کا اکثر ذخیرہ روایتی تفسیروں پر مشتمل تھا۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور وسعت مملکت کے مقتضیات اور پیش آنے والے نت نئے مسائل میں اگر انہیں حیات صحابہؓ سے کوئی رہنمائی نہ ملتی تو خود اپنی علمی بصیرت سے کام لیکر قرآنی آیات کی تفسیر وتشریح کرتے۔ تابعین کے دور میں تفسیر قرآن پر کم اور مختلف موضوعات پر زیادہ تالیف کا سراغ ملتا ہے مثلاً کسی نے قرآن کے ناسخ ومنسوخ پر کوئی تالیف کی کسی نے احکام القرآن پر اور کسی نے قرآن کے مشکل اور غریب الفاظ کی تشریح پر قلم اٹھایا۔ تاہم ان حضرات کے ذاتی اجتہاد اور غور وفکر سے تفسیری سرمایہ میں قابل قدر اضافہ ہوا۔

عہد تابعین میں روایتی تفسیر میں جہاں حدیث اور اقوال صحابہؓ نے جگہ پائی وہاں اسرائیلیات نے بھی ممتاز مقام حاصل کر لیا اسرائیلیات کا سلسلہ یوں تو دور صحابہ ہی میں چل نکلا تھا مگر اس عہد میں یہ سلسلہ عروج پر پہنچا اور تفسیری کتب میں خاص جگہ حاصل کر لی اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے بعض ایسے لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے جو سابقہ کتب آسمانی کے عالم تھے جیسے وہبؒ بن منبہ، عبداللہؓ بن سلام اور کعبؓ الاحبار وغیرہ۔

صحابہؓ کے دور میں تو اسرائیلیات بہت کم رواج پا سکیں مگر عہد تابعین میں جب تفسیر کا دائرہ وسیع ہو گیا اور قرآن مجید کے مختصر

قصوں کی تشریح اور ان کی تفصیلات کی ضرورت محسوس ہوئی تو پھر ان اسرائیلیات کو تفسیر میں جگہ دی گئی۔ امتداد زمانہ کے ساتھ یہ سلسلہ وسیع ہوتا گیا تو مفسرین بلا تکلف اور بغیر کسی جانچ پڑتال کے ان روایات کو اپنی کتب میں نقل کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محدثین اور محققین کے نزدیک ان کتب تفسیر کی قیمت گھٹ گئی۔(۲۵)

جہاں تک اسلامی عقائد اور شرعی احکام کا تعلق ہے اسرائیلیات پر عمل نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ قرآن وسنت کے بنائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ البتہ قصص القرآن، ابتدائے آفرینش سے متعلق آیات کی توضیح وتفسیر میں اہل کتاب صحابہؓ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ پھر اگر کوئی روایت قرآن وحدیث کے صریح الفاظ کے خلاف ہوتی تو اسے رد کر دیا جاتا۔

عہد تبع تابعین:

تبع تابعین کا عہد خاندان بنوامیہ کی خلافت کے اواخر سے شروع ہوتا ہے۔ اور خلافت عباسیہ کے اوائل تک پھیلا ہوا ہے اس عہد میں تابعین جیسے وفات پا رہے تھے تبع تابعین ان کی جگہ لے رہے تھے۔ تابعین سے چلا ہوا یہ تفسیری سرمایہ ان کے تلامذہ یعنی تبع تابعین کو منتقل ہوا۔ ان نامور فرزندان اسلام نے اس تفسیری سرمایہ کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے اجتہاد اور غور وفکر سے قابل قدر اضافہ بھی کیا اور اب روایت سے زیادہ کتابت کے ذریعے اس سرمایہ کی حفاظت کی جانے لگی۔ چنانچہ اس دور میں باقاعدہ طور پر تفسیر کتب کا آغاز ہوا اور بہت سی تفسیریں تصنیف کی گئیں اس دور کی مشہور تفاسیر حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر شعبۃ بن الحجاج :

آپ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں فن رجال اور حدیث کی بصیرت اور مہارت میں فرد کامل تھے۔ ۱۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۔ تفسیر وکیع بن الجراح:

اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ اور رواۃ میں سے ہیں اوزاعی، اعمش، سفیان ثوری اور دیگر اکابرین محدثین سے تحصیل حدیث کی۔ امام شافعی، امام احمد، عبداللہ بن مبارک اور ابن معین آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں ۱۹۷ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۳۔ تفسیر سفیان بن عیینہ:

اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت تخریج کی ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔

۴۔ تفسیر یزید بن ہارون:

۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے یحیٰ بن سعید، سلیمان التیمی داؤد بن ابی ھند، ابن عون اور دیگر شیوخ سے حدیث کی سند لی۔ امام احمد، ابن مدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ، عبد بن حمید جیسے حضرات آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

تفسیر عبدالرزاق بن الھمام الحافظ: